

## شہر بریلی کی تاریخی عمارات

انڈیا ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب ✽

بریلی ایک قدیم شہر ہے۔ موجودہ بریلی کینٹ سے کچھ فاصلے پر دریائے رام گنگا کے قریب اونچا گاؤں قدیم نام مہگواں میں ایک ٹیلے کی غیر سرکاری کھدائی کے بعد جو اشیاء برآمد ہوئی تھیں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کا تعلق ہڑپا کی تہذیب سے تھا جس کے عہد کا تعین ۲۳۰۰ ق م سے ۱۷۰۰ ق م کے مابین کیا جاتا ہے۔

جب آریوں نے پنجاب سے دو آبے کی طرف بڑھنا شروع کیا اس وقت شمالی ہند کا وہ علاقہ مدھ دیش کہلاتا تھا جس میں ۱۶ ریاستیں تھیں جن کو مہاجن پد کہا جاتا تھا۔ یہ مہاجن پد کاشی سے تکشلا تک واقع تھے جن کے عہد کا تعین ۶۰۰ سے ۳۲۵ ق م کے مابین کیا جاسکتا ہے۔ ان میں ایک مہاجن پد پانچال تھا۔ شمالی پانچال کی راجدھانی اہی چھترا اور جنوبی پانچال کی راجدھانی کپیل تھی۔ موجودہ اضلاع کان پور، فرخ آباد، بدایوں، بریلی اور مراد آباد پانچال میں شامل تھے۔

اہی چھترا ضلع بریلی کی تحصیل آنولہ کے گاؤں رام نگر میں واقع ہے۔ اہی چھترا میں آدی کوٹ کے کھنڈ اور پارس ناتھ جی کا جین مندر عہد قبل مسیح کے ہیں۔

گپت عہد (۳۲۰ء سے ۵۵۰ء) میں مہاجن پد کی جگہ بھگتی یا جن پد تھے جن کی تعداد ۲۴ تھی۔ اس وقت پانچال بھی ایک بھگتی یا جن پد تھا۔

ہرش وردھن کی ۱۴۷ء میں وفات کے بعد قنوج پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے زور آزمائی شروع ہو گئی تھی۔ بنگال کے پال۔ دکن کے راشٹر کوٹی اور گرجر پرتی ہار سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے زور آزمائی کرنے لگے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں محمود غزنوی کے حملوں کے بعد راجپوتوں کا سیاسی اقتدار ختم ہو گیا ہرش وردھن کی وفات ۱۴۷ء سے غزنوی حملوں کے وقت تک بریلی کی سیاسی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔

بریلی کھیر میں شامل تھا۔ بدری دت پانڈے نے کھیر کے موضوع پر لکھا ہے:

”وہاں پر بڑا جنگل تھا۔ اہیر لوگ رہتے تھے۔ بریلی کا نام اس وقت پٹا اہیران تھا۔

وہاں کے مالک اہیر تھے۔ یہ نہ بد دست لڑاکے تھے۔ جب تیمور کے ہاتھ بھارت ورش

آیا تو اس نے ترہٹ کے راجا کھر سنگھ اور ہری سنگھ کو انہیں دبانے کو بھیجا۔ یہ راجا

کھیر با جاتی کے تھے۔ ان کے نام سے یہ پمانت کھیر یا کھیر کھلایا۔ بعد کو روہیلوں کے

آنے سے یہ روہیل کھنڈ کہلایا۔“

حکیم نجم الغنی خاں رام پوری نے کھیر کی حدود کا تعین کرتے ہوئے لکھا ہے:

”کھیر کی حدود روہیل کھنڈ کی حدود موجودہ حال کو شامل تھیں۔ بریلی۔ مراد آباد شہل

بدایوں کے اقطاع کو کھیر کہتے ہیں۔“

حکیم نجم الغنی خاں رام پوری نے یہ اطلاع بھی دی کہ لکھنؤ کا براہ اور آنولہ کھیر پور

کے صدر مقام تھے۔

کھیر بارہا چوت جنگجو تھے۔ وہ سلاطین دہلی اور صوبیداران شہل و بدایوں کے خلاف



بغاوت کرتے رہتے تھے جس کے نتیجے میں بہت خوں ریزی ہوئی۔ ۱۲۶۵ء میں غیاث الدین بلبن (۱۲۶۵ء) نے اورنگزیہ میں فیروز شاہ تغلق (۱۲۸۰ء) نے کھڑیوں کو کھل دیا اور ان کے علاقے کو ویران کر دیا۔ اس کے باوجود بھی کھڑیوں کی بغاوت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کو جب بھی موقع ملتا وہ خراج دینا بند کر دیتے تھے نئے

بریلی میں ایک کھڑیا زمیندار راجا جگت سنگھ بھٹل نے سیاسی قوت حاصل کر لی۔ شہر کٹنہ بریلی میں اس کے نام پر ہی محلہ جگت پور آباد ہے۔ اس کے بڑے بیٹے ہاس دیو بھٹل نے ۱۵۳۷ء میں بریلی کو آباد کیا اور ۱۵۵۵ء میں ایک کوٹ بھی تعمیر کرایا جس کے آثار ختم ہو چکے لیکن اس کی جگہ شہر کٹنہ بریلی میں محلہ کوٹ آباد ہے۔ ہاس دیو بھٹل کے نام پر ہی ہاس بریلی کے نام کی تشکیل ہوئی جو اب بریلی لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

اکبر کے عہد حکومت (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) میں حباس علی خاں افغان غرغشی نے ۱۵۶۹ء میں بریلی پر حملہ کیا اور ہاس دیو بھٹل کو شکست دے کر بریلی پر قبضہ کر لیا۔

یہاں تک بریلی کے عہد قبل مسیح سے اکبر کے زمانے میں فتح بریلی (۱۵۶۹ء) تک کی تاریخ کا ایک نہایت سرسری جائزہ تھا جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ بریلی اپنی قدامت کے باوجود کبھی سیاسی اقتدار کا مرکز نہیں رہا جس کی وجہ سے وہاں دور قدیم کی عمارتیں نہیں ملتی ہیں اور اگر میں بھی تو تاریخی شہادت کے بدون ان کے عہد کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے علاوہ اب جہاں شہر آباد ہے وہاں جنگل تھا اور امیر آباد تھے جو جمہوریتوں میں رہتے تھے۔ پختہ عمارتوں کے آثار ان علاقوں میں ملتے ہیں جو اب پر گئے اور موانع ہیں اور حدود شہر کے باہر۔ جیسے کاہر۔ شیر گڑھ۔ شیش گڑھ۔ آٹولہ۔ فرید پور وغیرہ۔ تاہم یہ بات قابل قیاس ہے کہ امیروں، راجپوتوں اور دوسری جاتیوں نے کسی وقت عبادت کے لئے

مند۔ مٹھ۔ ٹھا کر دوارے اور استھل تعمیر کرائے۔ مثال میں مندر ٹیسری ناتھ۔ گنگا مندر مندر باغ چپت رائے۔ مندر الکھ ناتھ۔ مندر پکڑیا ناتھ اور مندر بصیروں جی، ٹھا کر دوارہ باغ برگٹاں۔ ٹھا کر دوارہ بلدیو جی۔ مٹھ دیسی جی زیادہ۔ مٹھ رائے بے دھوپا اور سی استھل شہر بریلی کی قدیم عبادت گاہیں ہیں لیکن تاریخی شہادتوں کی عدم موجودگی میں ان کی قدامت کا تعین کرنا ناممکن سا ہے۔ ان سب کے نام شاہان و نوابین کی عطا کردہ معافیات ہیں۔ ان عمارتوں پر کتبات نہیں ہیں۔ مزید برآں یہ عمارتیں مرمت و تعمیر نو کے مرحلے سے بار بار گزری اور ان کے ابتدائی طرز تعمیر کے نقوش ختم ہو چکے ہیں۔ لہذا ان کی قدامت کا تعین مزید مشکل ہو گیا ہے۔ میرا قیاس ہے کہ ان میں قدیم ترین عمارتیں تیسرے سو اور چودھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتی ہیں۔

بریلی پرنسپل اقدار سے پہلے ہی صوفیوں کی آمد بریلی میں شروع ہو گئی تھی جس کا ثبوت مقبرہ شاہ دانا ولی سے ملتا ہے۔ یہ مقبرہ شہر کہنہ بریلی میں پٹی بھیت روڈ کے مغربی کنارے پر شہامت گنج میں واقع ہے۔ اس مقبرے کے کتبے سے اطلاع ملتی ہے کہ حضرت شاہ دانا کا نام سید جلال الدین احمد تھا اور ان کی وفات ۷۳۱ھ میں ہوئی تھی (مطابق ۱۳۳۳ء) اس وقت محمد تغلق دہلی کا سلطان تھا (۷۳۲ تا ۷۳۵ء) مقبرے کا ہشت پہلو طرز تعمیر مغلوں سے پہلے کا ہے۔ اس مقبرے کی مرمت اور رنگ زیب کے عہد حکومت میں (۷۵۹ء تا ۷۶۰ء) اس کے صوبے دار بریلی راجہ کمرند رائے نے کرائی تھی جو ۷۶۹ھ تک بریلی میں صاحب اقتدار رہا تھا۔

مقبرہ شاہ دانا ولی کے طرز تعمیر سے مشابہ ایک مقبرہ چورہا شہامت گنج کے قریب میدان حبیب شاہ کا ہے جن کو حضرت شاہ دانا ولی کا ہم عصر بتایا جاتا ہے۔



بریلی میں عہد مغلیہ سے پہلے کی عمارتوں میں ایک مسجد اور ایک مقبرہ تکیم پاشاہ شہر کمنہ میں واقع ہیں۔ مسجد پورے طور پر تعمیر نو کے مرحلے سے گزر چکی ہے اور اس کی محراب پر کتبہ بھی نہیں ہے۔ لہذا اس روایت کے باوجود کہ وہ بریلی کی پہلی جامع مسجد ہے، اس کے عہد کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ اس مسجد کے جانب مشرق ایک لودی طرز تعمیر کے مقبرے کی موجودگی یہ قیاس کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ مقبرے اور مسجد میں عصری تعلق ہو سکتا ہے مقبرے پر کتبہ نہیں ہے لیکن اس کا ہشت پہلو چوہدرہ اطراف میں برآمدہ چھت کا پچھلا حصہ آگے کی طرف بڑھا ہوا، بالائے چھت مشن کے ہر کونے پر اور گنبد کے گرد ستونی برجیاں او مقبرے کی ایک منزل کے قریب مسادی اونچائی اس کے عہد لودی (۱۴۵۱ء تا ۱۵۲۶ء) میں تعمیر کے چلنے کی شہادت دیتے ہیں۔ اس مقبرے میں دو قبور ہیں۔ شہر بریلی میں لودی طرز تعمیر کا یہ واحد مقبرہ ہے۔

شہر بریلی کے مغرب میں اونچی کرسی پر ایک بڑی مسجد ہے جو جامع مسجد قلعہ کہلاتی ہے یہ مسجد محلہ کنگھی ٹولہ میں واقع ہے لیکن اس کے مغرب میں دیوریناں ندی کے کنارے مکرند رائے صوبیدار بریلی کا تعمیر کردہ قلعہ تھا۔ لہذا یہ جگہ قلعہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ دیوریناں ندی کو بھی قلعہ ندی کہا جاتا ہے کیونکہ اس ندی کے کنارے ہی قلعہ تھا۔ اس مسجد کے شمالی گوشے میں قدم رسول کا عمارت اور پہلو میں نبی خانہ ہے۔ اس مسجد میں کوئی قدم کتبہ نہیں ہے۔ عبد العزیز خاں عاصمی بریلوی نے تحریر کیا ہے ۱۶

”جامع مسجد بازار قلعہ میں مکرند رائے کھتری گورنر بریلی ساکن دہلی نے عہد عالمگیر

بادشاہ دہلی ۱۶۶۷ء میں تعمیر کرائی تھی۔“

عبد العزیز خاں عاصمی بریلوی نے اپنے بیان کی تائید میں کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ جامع مسجد

قلعہ بریلی کے طرز تعمیر پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کا بالائی حصہ بشمولیت گنبد عہد مغلیہ سے پہلے کے ہیں۔ کمرہ نماز کے اندر وسطی گنبد کی بہشت پہلو کرسی کو ٹکانے کے لئے اس کو ونچس (Squinches) ہیا کی گئی ہیں۔ مسجد بلند میناروں سے بھی عاری ہے جو مغل طرز تعمیر کا امتیاز ہیں۔ گنبد پایزی (Dome) نہیں ہیں جن کو مغلوں نے رائج کیا تھا۔ دروازوں کی کڑاہیں بھی دانتے دار (Engaged Arches) نہیں ہیں جو مغلوں نے اختیار کی تھیں لہذا اصل عمارت عہد مغلیہ سے پہلے کی تعمیر شدہ معلوم ہوتی ہے۔ میرا قیاس ہے کہ مسجد سے پہلے موجود تھی جس کو مکرند رائے نے تعمیر قلعہ کے ساتھ زیادہ وسیع پیمانے پر اسادہ کیا یا وسیع طور پر مرمت کرائی جس کو اصل مسجد کی تعمیر سمجھ لیا گیا۔

جامع مسجد قلعہ بریلی کے جدید کتبات سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلی کے مشہور شاعر و قصیدہ نگار نواب نیاز احمد خاں ہوش (م ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء) نے باب مسجد تعمیر کرایا تھا بھیکیدار حاجی نظیر خاں نے مسجد میں چاہ پختہ اور حوض ۱۹۲۸ء میں تعمیر کرائے۔ حاجی سید افضل حسین نے ۱۳۶۰ھ (مطابق ۱۹۴۱ء) میں برآمدہ تعمیر کرایا۔ اس برآمدے کی تعمیر سے اصل مسجد کا پیش منظر (Facade) چھپ گیا ہے جس کی وجہ سے پرانے نقش و نگار نظر نہیں آتے۔ مسجد کے صحن کو چھوٹی اینٹوں سے اس طرح تیار کیا گیا تھا کہ پورے صحن میں محراب دار مستطیلوں کی صفیں بن گئی تھیں جو گویا مصلا کے نشانات تھے۔ یہ انتظام شہر کی کسی دیگر مسجد میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ جدید تعمیر میں اس صحن پر سیمینٹ کا پلاسٹر کرایا گیا ہے۔ مسجد کے کتبات کی حالت بھی زدہ ہے۔ حالانکہ ان کو محفوظ کرنا بہت ضروری ہے کیوں کہ وہ تاریخ مسجد کا ایک منبع ہیں۔

بریلی کو عہد اکبر (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) میں پرگنے کی حیثیت حاصل ہوئی تھی جو سرکار



سنجھل و بدایوں کے ماتحت تھا۔ اس وقت سنجھل کا فوجدار حکیم ابوالفتح عین الملک مرزا حسین خیرازی تھا جو فیضی و ابوالفضل کا بہنوئی بھی تھا۔ اس نے اکبر کے حکم سے گھیر جعفر خاں شہر کندہ بریلی میں ۹۸۷ھ مطابق ۱۵۷۹ء میں ایک جامع مسجد تعمیر کرائی جو مرزائی مسجد کے نام سے معروف ہے۔ تعمیر مسجد کی اطلاع اس کتبے سے ملتی ہے جو مسجد کی محراب کے اوپر لگا ہوا ہے۔ یہ مسجد بڑے رقبے میں ہے۔ کسی حقدار خاں نے مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا تھا جس کی اطلاع مسجد کے ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۵۰ء کے کتبے سے ملتی ہے جو مسجد کے فی ساد (Facade) پر لگا ہوا ہے۔ اس مسجد کی وسطی محراب کا فریم اتنا بلند تھا کہ اس میں گنبد چھپ گیا تھا۔ یہ وہ خصوصیت تھی جو بریلی کی دیگر تاریخی مساجد میں نہیں ملتی۔ جدید تعمیر میں برآمدے کا اضافہ کرتے وقت درمیانی محراب کے فریم کو اتنا کم کیا گیا ہے کہ گنبد نظر آنے لگا اور فی ساد کی اونچائی کم ہونے سے مسجد کی شوکت ختم ہو گئی۔ اس مسجد کی اہمیت اس کے کتبہ اکبری کی وجہ سے بھی ہے مرزائی مسجد کا کتبہ نہ صرف تاریخی اہمیت کا حامل ہے وہ پتھر پر آباد کنندہ کاری کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے اس کتبے کے تعلق سے مرزائی مسجد کی تاریخی اہمیت قائم رہے گی۔

اکبر کے بعد جہانگیر کے عہد حکومت (۱۶۰۵ تا ۱۶۲۸ء) میں شیخ فرید بدایونی بریلی و بدایوں کے ناظم تھے۔ انہوں نے بریلی سے ۲۰ کلومیٹر دور و پورہ میں ایک قلعہ بنوایا تھا بعد کو و پورہ فرید پور کے نام سے مشہور ہوا۔ شہر بریلی میں جہانگیر کے عہد حکومت کی کسی عمارت کا سراغ نہیں ملتا۔

شاہ جہاں کے عہد حکومت (۱۶۲۸ تا ۱۶۵۹ء) میں بدایوں کی جگہ بریلی صدر مقام ہو گیا تھا۔ شہر بریلی میں شاہ جہاں کے عہد حکومت کی بھی کسی عمارت کا سراغ نہیں ملتا۔ اورنگ زیب کے عہد حکومت (۱۶۵۹ تا ۱۷۰۷ء) میں محمد سیاح کبہوہ نے جس کا

لقب خیر اندیش خاں ثانی تھا، ایک قلعہ اور ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ قلعہ کا وجود تو ختم ہو چکا  
 مسجد اسلامیہ کالج بریلی کے متصل جانب مشرق واقع ہے۔ یہ مسجد نو محلہ کھلاتی ہے۔ یہ  
 مسجد مغل طرز تعمیر کا نمونہ ہے۔ عام طرز تعمیر کے مطابق اس مسجد کی درمیانی محراب کے  
 فریم کو بلند نہیں کیا گیا ہے۔ مسجد کے مینار بلند ہیں۔ میناروں کے پلاستر پر آدھی دھاریاں  
 کندہ کی گئی ہیں۔ مغلی گنبد پر شکوہ ہیں۔ چھت نیچی ہے اور کمروں کو محرابوں کے ذریعہ تقسیم  
 کیا گیا ہے۔ کمرہ نماز سادگی کا نمونہ ہے۔ اس مسجد میں کوئی قدیم کتبہ نہیں ہے۔ ۱۶۹۹ء میں  
 راجہ کمرند رائے بریلی سے منتقل کر دیا گیا تھا۔ لہذا خیر اندیش خاں کی صوبیداری کا زمانہ  
 اس کے بعد کا ہو سکتا ہے۔ قیاساً مسجد نو محلہ کی تعمیر بہ عہد اورنگ زیب ۱۶۹۹ء کے بعد  
 ہوئی تھی۔

مسجد نو محلہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامی دور میں انقلابیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی تھی۔ نواب  
 خان بہادر خاں کی ۶ مئی ۱۸۵۷ء کو شکست کے بعد انگریزی فوج نے شہر میں داخل ہو کر  
 غیر معمولی سفاکی کا مظاہرہ کیا اور نو محلہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ پوری آبادی مقتول ہوئی  
 اور بچے وہ بھاگ کر جنگلوں میں روپوش ہو گئے۔ مسجد ویران ہو گئی کیوں کہ نمازیوں نے  
 نو محلہ میں جانا بند کر دیا تھا۔ مسجد کے ایک کتبے کی اطلاع کے مطابق مرزا نظیر بیگ نائب  
 تحصیل دار نے ۱۳۲۴ھ (مطابق ۱۹۰۶ء) میں مسجد نو محلہ کو تعمیر نو کے بعد آباد کیا اور  
 مسجد میں نمازی آنا شروع ہو گئے۔ مسجد کے دوسرے کتبے کی اطلاع کے مطابق خان  
 بہادر حسین داد خاں رئیس بریلی نے پختہ فرش، حوض، مطذنہ اور باؤنڈری کا ۱۳۳۹ھ  
 مطابق (۱۹۲۰-۲۱ء) کا اضافہ کیا۔ حال میں ہی ایک بلند دروازے کا اضافہ ہوا ہے۔  
 اورنگ زیب کی ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد محمد شاہ کے عہد حکومت (۱۷۰۷ء تا



۱۷۳۸ء میں اودھ کے شیوخ بریلی میں آباد ہوئے۔ شہر کہنہ بریلی میں کٹرہ چاند خاں اور نوادہ شیخان اودھ سے آئے ہوئے شیخان نے ہی آباد کئے تھے۔ ان شیوخ کے مورث اعلیٰ چاند خاں تھے جن کی تعمیر کردہ مسجد چاند خاں کٹرہ چاند خاں میں موجود ہے۔ کتبہ مسجد کے مطابق مسجد چاند خاں کی تعمیر ۱۱۳۹ھ (مطابق ۱۷۳۶ء) میں ہوئی تھی۔ یہ اونچی کرسی پر ایک چھوٹی مسجد ہے اور تعمیر نو کے بعد اپنے پرانے نشانات سے محروم ہو چکی ہے۔ محمد شاہ کے عہد حکومت میں ہی بریلی کے متصدی بدراہم اسلام خاں نے ۱۱۴۲ھ میں ایک مسجد تعمیر کرائی جو بازار ساہوکارہ میں قلعہ روڈ پر واقع ہے۔ اس مقام پر کبھی پرہیز فروخت ہوتے تھے۔ مقامی طور پر یہ مسجد گدڑی کے نام سے مشہور ہو گئی تھی یہ ایک مضبوط سادہ اودھ حسن نزاکت سے ٹردم ہے۔ اس کے برگ دار (Larch) گنبد مغل طرز کے ہیں اور میناروں کی جگہ دو منزلہ برجیاں ہیں۔

احمد شاہ کے عہد حکومت (۱۷۳۸ء تا ۱۷۵۳ء) میں حافظ رحمت خاں روہیلہ کھٹر پر قابض ہو چکے تھے۔ ان کے عہد حکومت میں کسی خلیل نے محلہ لودی ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں ۱۱۶۹ھ مطابق (۱۷۵۵ء-۵۶ء) میں مسجد مہاں خاں تعمیر کرائی۔ کتبہ مسجد خلیل اور جہاں خاں کا علم نہیں ہوتا۔ یہ اونچی کرسی پر ایک چھوٹی مسجد ہے جس میں مکہ نماز اور چھت پر گڑھ کی گئی ہے جو اس مسجد کا امتیاز ہے۔ کسی لودی امیر سے منسوب یہ شہر کی واحد مسجد ہے۔

عہد روہیلہ کی مساجد میں حافظ رحمت خاں کی بہن جو بی بی جی کے نام سے مشہور تھیں، کی بنوائی ہوئی مسجد بی بی جی محلہ بہاری پور میں واقع ہے۔ کتبہ مسجد کی عدم موجودگی میں اس کی تاریخ تعمیر کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بہت کشادہ، پُر شکوہ کافی اونچی کرسی پر شاندار مسجد ہے اس کے برگ دار مثل طرز کے گنبد اور بلند کلس دار مینار جن پر آری دھابیاں کندہ کی گئی ہیں،

مسجد نومحلہ کے مینار و گنبد کے مشابہ ہیں۔ فی سادگی محرابوں کے حاشیے پر تزئین کی گئی ہے اسی طرح محراب امام کے حاشیوں کو آیات قرآنی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ مسجد کو دیکھتے ہی اس کے مضبوط اور پر شکوہ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ مسجد نومحلہ اور مسجد بدرا لا سلام خاں کی طرح اس مسجد کے صحن میں بھی حوض ہے۔

عمر دروہیلہ کی مساجد میں ایک مسجد محلہ جسوئی بریلی میں ہے۔ یہ مسجد آخون زاد کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد میں آخون محمد زیارت خاں کی قبر ہے جن کی وفات ۱۲۷۱ھ میں ہوئی تھی۔ یہ بھی اونچی کرسی پر ایک وسیع و کشادہ مسجد ہے۔ تعمیر نو کی وجہ سے اس کے پرانے نشانات معدوم ہو چکے ہیں۔ صحن عقبی اور بالائی حصے سے اس کی عظمت پارسینہ کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

شہر بریلی میں عمر دروہیلہ کی یادگار گڈمی راؤ پہاڑ سنگھ اور کرٹھ ان رائے بھی ہیں لیکن بتدریج ان کا وجود ختم ہو رہا ہے۔ راؤ پہاڑ سنگھ اور مان رائے نواب حافظ رحمت خاں دروہیلہ کے دیوان فوج و دیوان مال علی الترتیب تھے۔

۲۳ اپریل ۱۹۷۱ء کو کرنل جیمسین اور نواب شجاع الدولہ کی مشترکہ فوج کے مقابلے میں حافظ رحمت خاں کو شکست ہوئی اور بریلی پر شجاع الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ اودھ کے عہد حکومت میں بزمانہ آصف الدولہ (۱۷۷۵ء تا ۱۷۹۷ء) مسجد آصفی تعمیر ہوئی جو بازاری سا ہوکارہ میں مسجد گڈمی کے قریب واقع ہے۔ یہ شیعوہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کی کرسی کافی اونچی ہے۔ مسجد کے کتبہ تعمیر سے اطلاع ملتی ہے کہ اس کی ۱۲۱۱ھ (مطابق ۱۷۹۶ء - ۱۷۹۷ء) میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کی ثانوی تعمیر ۱۲۳۳ھ (مطابق ۱۸۵۶ء - ۱۸۵۷ء) میں ہوئی تھی۔ کتبے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ مسجد کس نے تعمیر کرائی تھی۔ یہ مسجد گزشتہ



صدی میں بہت پُر جمال ہوگی کیوں کہ اس کے در و دیوار پر زیادہ سے زیادہ تزئین کے آثار ملتے ہیں۔ در و دیوار کے علاوہ جالیوں، قاقچوں اور مستطیلوں پر کمافی محرابیں بنا کر آرایش کی گئی ہے۔ فی ساد کی محرابوں کے نیچے حصے (Decorated) کو اور کمرہ نما میں محراب امام اور چھت کو شوخ رنگ کی پھول پنکٹریاں بنا کر خوش نما بنایا گیا ہے۔ یہ بریلی شہر کی واحد مسجد ہے جس میں کمافی محرابوں کے نشانات کو جگہ جگہ بطور آرایش استعمال کیا گیا ہے اس مسجد میں الکوہ (Alcove) بھی نہیں ہے جس کی جگہ مسجد کی عقبی دیوار پر دو عمودی ابھری ہوئی لکیریں بنا کر ان پر کمافی محراب کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے اندرون مسجد محراب امام کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ اس مسجد کافی سادہ بلند ہے اور اس پر چھوٹے قبوں کی ایک قطار ہے اور اس کے بھی اوپر چھوٹی ہوادار محرابوں کی (Perforated Arcade) صف ہے۔ مسجد کے تینوں گنبد بگ دائرہ میں اور بلند میناروں کے پلاستر پڑاڑی لکیریں کندہ کی گئی ہیں۔ یہ بریلی کی واحد مسجد ہے جس میں باؤلی تقویم چند سال قبل باؤلی کو پاٹ دیا گیا۔ مجموعی طور پر یہ مسجد بہت کچھ اودھ کے طرز تعمیر سے متاثر معلوم ہوتی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں بریلی پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا قبضہ ہو گیا۔ کمپنی نے اپنی توجہ غیر موجب اور رہائشی ضرورت کے مطابق توجہ چھاؤنی قائم کی گورستان (Cemetary) اور گرجے بنائے۔ دفاتر کے لئے عمارتیں تعمیر کیں۔ بازار اور باغ بھی میاں کئے۔ بریلی کینٹ کے گورستان میں سب سے زیادہ پرانی قبر لوح قبر (عظیمہ عجز ۴۴) کے مطابق ہنری پراک ایڈیشنل جج بریلی کی بیٹی میری الزبتھ کی ۱۸۵۷ء کی ہے جس سے یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ بریلی چھاؤنی کا قیام ۱۸۵۹ء سے پہلے ہوا تھا۔ اس گورستان میں ۱۸۵۷ء کے لکڑیہ نقولین کی بھی قبریں ہیں۔ بریلی میں کمپنی کے عہد حکومت کے دو گرجے محفوظ نظر آ رہے ہیں۔

ان میں سنٹ اسٹیفنس چرچ ۱۸۱۸ء کا اور فری ول پیسٹ چرچ (Free Will Pa-  
stors Church) ۱۸۳۸ء کا ہے۔ انگریزوں نے برٹلی کینٹ میں ایک قلعہ بھی تعمیر  
کرایا جس کی ضرورت انہوں نے ۱۸۱۶ء کی مفتی محمد عوض کی ہاؤس ٹیکس کے خلاف بغاوت  
اور خونریزی کے نتیجے سے محسوس کی تھی۔ برٹلی کینٹ میں ہی کپینی باغ ہے جو اب گاندھی  
ادیان کہلاتا ہے۔ کپینی باغ کی سہ زاویہ چھت (Pediciments) اور در  
ستون کا دروازہ راج لیکھ راج رئیس برٹلی نے ۱۸۵۳ء میں تعمیر کرایا تھا۔ ایک کتبہ بھی  
نصب کرایا جو محفوظ ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے برٹلی پر اقتدار کے زمانے (۱۸۰۱ء تا ۱۸۵۸ء) میں ہی  
برٹلی کے ایک رئیس بہادر سنگھ بھٹناگر نے قلعہ ندی پر پختہ پل تعمیر کرایا جو کتبہ کے مطابق  
۱۸۳۲ء کا تعمیر شدہ ہے۔ یہ پل اس وقت برٹلی کا رپورٹیشن کی حدود میں شامل ہے  
اور برٹلی دہلی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے اس پر ہمہ وقت گاڑیوں اور لوگوں  
کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

حکومت برطانیہ کے عہد میں جان انگلس (John Inglis) کلکٹر  
برٹلی نے ۱۸۶۹ء میں ایسٹرن انگلس میسوریل اسکول اور ۱۸۷۷ء میں ویسٹرن انگلس  
میسوریل اسکول شہر کینہ اور قلعہ میں علی الترتیب قائم کئے جو اب مولانا آزاد انسٹرکٹ  
اور ملک انسٹرکٹ کہلاتے ہیں۔ ان کالجوں کی چھتوں کے کونے سہ زاویہ ہیں، محرابیں  
یوڈ (Tudor Arches) اور ستون دود (Roman Pillars) ہیں۔ انگریزوں نے بعد کی عمارتوں میں چھتوں پر گنبد کا اضافہ کیا جو برٹلی کالج برٹلی ڈفرن  
ہسپتال اور سٹی پوسٹ آفس کی عمارتوں پر ملتے ہیں۔



شہر بریلی میں ایک مقبرہ بریلی پٹی بھیت شاہراہ پر دھرم پور میں واقع ہے جس کو منشی کریم الدین نے اپنی حیات میں ہی ۱۱۳۱ھ بمطابق ۱۷۱۳ء میں تعمیر کرایا تھا۔ منشی کریم الدین فرزند تھا، شیخ بدر الدین کا جو ۱۱۵۷ھ میں شہر بریلی کا کوتوال اور انگریزوں کا معاون و وفادار تھا۔ اس کا ذکر ۱۱۵۷ھ کی دستاویزات میں ملتا ہے۔ جب محمد شفیع رسالدار اور بخت خاں صوبیدار کی بغاوت کے بعد انگریز سول اور فوجی افسران بریلی کینٹ سے نیننی تال میں پناہ لینے کے لئے بھاگے تھے اس وقت بدر الدین ان کے ساتھ نیننی تال تک گیا تھا۔ اس مقبرے میں کریم الدین اور اس کی اہلیہ کی قبور ہیں۔ مقبرے کی جانب شمال چھار دیواری کے اندر کریم الدین کا خاندانی گورستان ہے۔

شہر بریلی کے محلہ خواجہ قطب میں مشہور صوفی و شاعر حضرت شاہ نیاز احمد (۱۱۳۳ھ) کا سنگ مرمر کا مقبرہ ہے جس کے نازک ستون گول حرا میں نازک جالیاں اور منبت نقش و نگار بالائے مقبرہ مربع کرسی پر تین سوغانی گنبد حسن خیز ہیں۔ یہ مقبرہ بے حد پر جمال ہے۔ بریلی میں سنگ مرمر کا یہ واحد مقبرہ ہے۔ حال میں ہی مقبرے کی عمارت میں ایک بلند مینار کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بریلی شہر کی بعض تاریخی عمارتوں کا وجود ختم ہو چکا۔ کتب خانہ کی خوش نامہ عمارت جس کی بنیاد ۱۱۸۵ھ میں رکھی گئی تھی، جہاں پچھلی صدی میں دو میل کھنڈ لٹیری سوسائٹی بریلی کا دفتر تھا۔ جہاں نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی م ۱۱۹۲ھ کے گلہ ستہ ہوش افزا کی اشاعت ہوتی تھی اور جہاں دو فارسی عربی کتب کا بڑا ذخیرہ تھا، ۱۱۹۶ھ کے بعد کسی سال منہدم ہو گیا۔ کتبہ عمارت بھی ضائع ہو گیا۔ مقبرہ حافظ رحمت خاں جس کا گنبد اعلیٰ فن کاری کا نمونہ اور عہد روہیلہ کے طرز تعمیر کی ایک مثال تھا ۱۱۹۹ھ کی ہر سات میں منہدم ہو گیا۔ اس کے ساتھ تین کتبات بھی ضائع

ہو گئے۔ غنیمت ہے تینوں کتبائے کی نقول اور ان کی تفصیل محکمہ آثار قدیمہ ناگپور کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ خانہ ان روہیلہ کے باقر گنج میں بیری والے باغ کے قبرستان میں جہاں نصف صدی قبل سنٹا مار ہٹا تھا، آبادی کے دباؤ کی وجہ سے گویا محلہ آباد ہو گیا ہے۔ وہاں ایک چوتھے پر تین قبور ہیں۔ پورے قبرستان میں صرف اس چوتھے پر نواب عنایت خاں سپر کلاں نواب حافظ رحمت خاں روہیلہ کی قبر پر کتبہ برقرار ہے۔ قبور شکست و ریخت کا منظر پیش کرتی ہیں اور کتبائے ضائع ہو چکے۔ ان حالات میں باقی ماندہ تاریخی عمارات و کتبائے کو محفوظ کرنے کے لئے غیر سرکاری کوشش کی بھی ضرورت ہے کیونکہ یہ عمارات و کتبائے ہماری قومی میراث ہیں جن کے ذریعہ علاقائی تاریخ کا عمدہ عہد مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

## استدلال

راقم الحروف نے یہ مضمون رام پور رضا لا بُر میری رام پور کے دو صد سالہ جشن کے موقع پر روہیلہ کھنڈ کی تاریخی ثقافتی اور ادبی وراثت کے زیر عنوان بین الاقوامی سیدنا منقودہ ۲۵ جولائی تا ۲۸ جولائی ۱۹۹۸ء کے تاریخ و آثار قدیمہ کے جلسے میں ۲۷ جولائی ۱۹۹۸ء کو پیش کیا تھا۔ ۲۷ جولائی ۱۹۹۸ء کے بعد تاحال روہیلہ کھنڈ یونیورسٹی بریلی کے شعبہ تاریخ قدیمہ و ثقافت کے زیر اہتمام جن ٹیلوں (Journals) کا سروے ہوا اور پورٹ شائع ہوئیں ان سے ضلع بریلی کی تاریخی قدامت پر روشنی پڑتی ہے۔ اس مضمون کے آغاز میں بریلی کی تاریخی قدامت کا تذکرہ ہوا تھا، لہذا ضروری معلوم ہوا کہ نئی تاریخی دریافت کا ذکر کر دیا جائے اس اضافے سے معلومات حسب ضرورت حال ہو جائیں گی۔

بریلی کی قدیم تاریخ کے سلسلے میں جو نئی معلومات سامنے آئیں ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے

۱۔ بریلی شاہ جہاں پور شاہراہ کے کنارے فتح گنج مشرقی سے ۲۵ کلومیٹر کے فاصلے پر گرام



عالم پور میں ایک ٹیلے کی ارض کاوی (Excavation) کے بعد بعض قدیم اشیاء برآمد ہوئیں جن میں ایک محکا، چمک کے پاٹ، ایک پتھر کی مورتی کا بچلا دھڑ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کے اساتذہ کی رائے میں یہ اشیاء پچھٹی صدی قبل مسیح کی ہیں۔

۲۔ بریلی جلی بھیت شاہراہ کے جانب شرق ۶ کلومیٹر کے فاصلے پر اور روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کے شرق میں ایک گرام مشرقی دوسرا میں ایک ٹیلے کی کھدائی کے دوران اہتمام ہاتھی کی شکل کے کھلونے، سرخ مسٹ کے برتن دیویوں کی مورتیاں۔ دیوی ہری قی (بچوں کی نگراں دیوی) کی مورتی۔ سانچے سے تیار کئے ہوئے مرتبانوں کے ٹکڑے۔ دوات۔ پتھر کے کولہو وغیرہ برآمد ہوئے۔ اینٹیں ۱۸ لمبی، ۱۰ چوڑی اور  $2\frac{1}{4}$  دبیر ہیں۔ یہی گہت عہد (۶۳۲۰ تا ۶۵۵۰ء) کی اینٹوں کا سائز ہے۔ چار دیواری کے آثار بھی ملے جن پر برجیاں برائے نگرانی بنی ہوئی تھیں۔ یہ دیوار ایک خندق (سنگ دیوار) کی معلوم ہوتی ہے جس میں ایک کلومیٹر فاصلے پر رواں نکٹیا ندی سے پانی آتا تھا۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کے اساتذہ کا خیال ہے کہ یہ مقام عہد کشان (قیما ۶۳۵ء سے ۲۲۵ء تک) کا ہے اور جو عہد گہت یعنی چھٹی صدی تک آباد رہا۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ارض کاوی چلی سطوں تک کی جائے تو ہڑپا تہذیب (۲۳۰۰ تا ۱۷۰۰ء قبل مسیح) کے آثار مل سکتے ہیں۔

۳۔ ضلع بریلی کی تحصیل ذہ پور کے گرام مشرقی دے ول بسنت پور میں ایک ٹیلے کی جزوی کھدائی کے نتیجے میں اینٹیں اور مسٹ کے فلزات برآمد ہوئے جن کا تعلق گہت عہد (۶۳۲۰ تا ۶۵۵۰ء) سے ہے۔ اسی طرح بریلی ہالیوں شاہراہ پر گرام بناد میں ایک ٹیلے کی جزوی کھدائی سے عہد قدیم کے مسٹ کے برتنوں کے ٹکڑے برآمد ہوئے۔

روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کے زیر اہتمام آثار قدیمہ کی دریافت کا کام جاری ہے اور نئے

حقائق کا انکشاف متوقع ہے۔ بہر حال اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ روہیل کھنڈ/بریلی کے زرخیز علاقے میں خاص طور پر دریائے رام گنگا (قدیم نام راجب ندی) اور اس سے ملنے والی ندیوں کے کنارے عہد قبل مسیح میں نوآبادیات قائم ہوئیں جو پانچال کی راجدھانی اہی چھترا کے منطقے میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کی مضافاتی اکائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ساتویں صدی میں اہی چھترا کے زوال کے ساتھ خود بھی ختم ہو گئیں۔ اہی چھترا کے زوال کے بعد راجپوتوں کے عروج کے زمانے میں روہیل کھنڈ/بریلی میں نئی بستیاں قائم ہوئیں اور آباد کاری کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ قدیم بستیوں کی دریافت ان بستیوں کے مابین تعلق کی نوعیت اور آباد کاری کے ارتقائی مطالعے کے بعد ہی ہر پانچ تہذیب سے مسلمانوں کے حلقوں کے وقت تک کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔ اس وقت طلب اور صبر آزما کام میں وقت لگے گا تاہم روہیل کھنڈ/بریلی کی قدیم تاریخ کے خود خال ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ امید ہے مستقبل میں قدیم تاریخ بھی مرتب ہو جائے گی۔

### حوالہ جات اور حواشی

۱۔ یہ کھدائی ایک ماہر آثار قدیمہ ایچے بابونے کرائی تھی جس کا حوالہ نرنکار دیو سیوک نے اپنے ہندی زبان میں مضمون ”پانچال کے پورو اتھاس کی ایک کھوج“ میں دیا ہے۔ نرنکار دیو سیوک کا یہ مضمون اخبار امر جالابریلی کے کما یوں نمبر بابت نومبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اتر پردیش (۱۹۸۸-۸۹ء) سالانہ رپورٹ۔ نگر نشر و اشاعت لکھنؤ۔ ص ۳۱ تا ص ۳۵ ڈاکٹر نوذ چنڈ سہنا۔ پراچین بھارت کا اتھاس ص ۶۲ اور ص ۶۳۔ بی این پانڈے۔ دی ساگا آف اہی چھترا مشولہ پانچال جرنل کان پور۔ ص ۳ تا ص ۷۱۷۔ روہیل کھنڈ پر۔ بھارت کا اتھاس ص ۲۰ تا ص ۲۱۔ ایسٹن لیسن پول نے چچ ایم ایلیٹ کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ محمود غزنوی نے سن ۱۱۹۱ء سے ۱۱۹۲ء تک

ہندوستان پر مشرور حملے کئے تھے۔ میڈیول انڈیا انڈر محمد بن اول ص ۱۱۸ اور ص ۱۹۷ بڑی دت پانڈے۔  
 کامیوں کا اتہاس۔ ص ۵۷۵ حکیم نجم الغنی خاں رام پوری۔ اخبار السنوید جلد ۱۔ ص ۵۰۷ ایضاً شاہ  
 محمد قاسم فرشتہ۔ تاریخ فرشتہ۔ اردو ترجمہ از عبدالحی۔ ص ۲۸۶ اور ص ۳۶۴ شاہ عبدالعزیز خاں عاصی  
 بریلوی۔ تاریخ روہیل کھنڈ۔ ص ۲۱۷ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب۔ بریلی کی وجہ تسمیہ۔ سہ ماہی العلم  
 کراچی۔ اپریل تا جون ۱۹۹۳ء ص ۳۷۷ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ میں (ص ۲۱  
 و ص ۲۲) مغل فوج کی فتح بریلی کے سلسلے میں تذبذب کا اظہار کیا ہے۔ بریلی کی فتح ہمایوں کے عہد میں  
 ہوئی یا اکبر کے، مغل فوج کا سربراہ الاماس علی خاں تھا یا کوئی دیگر شخص، ہم نے شجرہ خاندان مولویان نقوی  
 واسطی امر دہوی شہر بریلی نزد چاہ خرم محلہ ذخیرہ بریلی کے تاریخی حصے سے استفادہ کرتے ہوئے عباس  
 علی خاں غرغشی کو اکبر کی فوج کا سربراہ تحریر کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ  
 میں (ص ۳۱۹) شاہ نواز خاں کی آخر الامر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ شاہ دانانے عرب بہادر  
 اور نیابت خاں کے ساتھ ۱۵۸۷ء میں اکبر کے خلاف خروج کیا تھا۔ ہمارے خیال میں کتبہ مقبرہ  
 ہذا کے مطابق سید جلال الدین احمد عرف شاہ دانہ کی وفات ۳۷۱ ہجری (مطابق ۱۶۳۰ء) بہ عہد  
 تغلق شاہ (۳۲۵ تا ۳۵۱ء) ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ مقبرے کا طرز تعمیر بھی مغل طرز تعمیر سے پہلے  
 کہے۔ یہ بات بھی بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اورنگ زیب کے صوبیدار بریلی نے ایک ایسے  
 مقبرے کی مرمت یا تعمیر نو کرائی جس میں مدفون فرد نے اکبر کے خلاف خروج کیا تھا۔ لہذا معلوم ہی ہوتا ہے  
 کہ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی کو شاہ دانہ کی عرفیت میں یکسانیت سے اتباس ہوا۔ مذکورہ بغاوت نواح  
 میں میں ہوئی تھی اور اس کو سنبھل کے فوجدار عین الملک مرزائی نے کچل دیا تھا۔ وہ شاہ دانہ کوئی دیگر  
 شخص تھا۔ شاہ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی۔ تاریخ روہیل کھنڈ۔ ص ۳۲۰ ایضاً ص ۲۵۲  
 مولوی رضی الدین بسمل بدایونی۔ کنز التاریخ۔ ص ۱۲ و ص ۱۳۷ مخون طوالت کتبات نقل نہیں کئے



کئے ہیں۔ شہر بریلی کی تاریخی عمارات کے کتبوں پر راقم الحروف کا مضمون ماہنامہ معارف اعظم گڑھ نومبر و دسمبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہو چکا ہے جس سے رجوع کیا جائے ۱۹ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی تاریخ روہیل کھنڈ ص ۲۳۶ شہ مولوی رضی الدین بسمل بدایونی۔ کنز التاریخ۔ ص ۲۳۸ شہ اکبر فاروقی میرٹھی۔ آئینہ مسعودی۔ ص ۲۲ شہ حکیم نجم الغنی خاں رامپوری۔ اخبار العناوید۔ جلد ۱۔ ص ۵۱۰ شہ سید اظہار عباس رضوی۔ فریڈم اسٹرنگل ان یوپی۔ جلد ۵۔ ص ۱۶۷ تا ص ۵۱۷ شہ سید مصطفیٰ علی بریلوی ۱۸۵۷ء کا ایک جانباز مجاہد نواب نون بہادر خاں شہید۔ ص ۱۸۶ تا ص ۱۸۸ شہ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی۔ تاریخ روہیل کھنڈ۔ ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲ شہ ایضاً ص ۱۲۵ اور ص ۳۱۰ شہ ایضاً ص ۲۵۲ ارٹیکلسن۔ بریلی گزٹیر شہ سید الطاف علی بریلوی نے اپنی مشہور تالیف حیات حافظ رحمت خاں میں تحریر کیا کہ نواب حافظ رحمت خاں کی ۲۳ اپریل ۱۷۷۳ء کو خلعت کے بعد ان کی بہن نے جو بی بی جی کے نام سے مشہور تھیں یہ مسجد تعمیر کرائی تھی (ص ۳۶۰) سید الطاف علی بریلوی نے اپنے بیان کی تائید میں کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ یہ بیان مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ روہیل کھنڈ کو فتح کرنے کے بعد شجاع الدولہ نے خاندان روہیلہ پر جو مظالم کئے تھے، ان کے پیش نظر خاندان روہیلہ کے کسی فرد کا ایسے پُر آشوب ماحول میں مسجد کا تعمیر کرنا نا بعید از فہم و قیاس ہے۔ لہذا جب تک کوئی تاریخی شہادت فراہم نہ ہو مسجد بی بی کی تاریخ تعمیر کا بیان کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا ۱۷۷۳ء نام محمد زیارت خاں المعروف بہ آخوند فقیر صاحب۔ صاحب باطن بزرگ تھے۔ نواب حافظ رحمت خاں روہیلہ کے عہد حکومت کے مشہور شیخ طریقت تھے۔ بریلی میں فوت ہوئے (نٹ نوٹ حیات حافظ رحمت خاں۔ ص ۲۹۱) شہ عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ میں تحریر کیا ہے ”مسجد شیخان عہد آصف الدولہ وزیر اودھ کی باہتمام مرزا حسن رضا خاں تعمیر ہوئی“ (ص ۲۵۲) عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی نے اپنے بیان کی تائید میں کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ مرزا حسن رضا خاں کو متعارف کرایا۔ آصف الدولہ کی وفات ۱۷۷۳ء میں ہوئی تھی اور شیعہ مسجد کی تعمیر ۱۷۹۶ء میں۔ چونکہ یہ مسجد

آصف الدولہ کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی، اس کو آصفی مسجد سے بھی موسوم کیا گیا۔ ڈاکٹر مسعود نقوی نے اپنے مضمون ”بدایوں اور نوابین اودھ کا، ۳ سالہ عہد حکومت“ (ماہنامہ مجلہ بدایوں کراچی ستمبر ۱۹۹۳ء) میں بریلی/بدایوں کے صوبیداروں۔ فوجداروں اور تحصیلداروں کے اسناد اور ان کی مدت تقرری کی تفصیل دی ہے۔ اس فہرست کے مطابق ۱۷۹۱ء میں بریلی کا صوبیدار الماس علی خاں تھا مرزا حسین علی خاں جس کے متعلق مقامی طور پر مشہور ہے کہ اس نے مسجد آصفی تعمیر کرائی تھی ۱۷۹۸ء میں بریلی کا صوبیدار یا چکلہ دار تھا اور اسی سال وہ معزول ہو کر لکھنؤ چلا گیا تھا۔ لہذا مرزا حسن خاں اور مرزا حسین علی خاں دو علیحدہ علیحدہ افراد ہیں۔ مرزا حسن رضا خاں نے آصفی مسجد کی تعمیر کرائی تھی یا نہیں اور وہ کون شخص تھا ہنوز جواب طلب سوالات ہیں۔ البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ مرزا حسین علی خاں صوبیدار بریلی نے آصفی مسجد کو تعمیر نہیں کرایا تھا سوائے حال میں باؤلی کو پاٹ دیا گیا جس اس مسجد کی ایک امتیازی خصوصیت ختم ہو گئی ۱۷۹۸ء مفتی محمد عوض نواب صدیق حسن خاں قنوجی کے نام تھے۔ چونکہ ان کی قیادت میں بغاوت ہوئی تھی اس کا نام مفتی گردی مشہور ہو گیا۔ یہ بغاوت ۱۶ اپریل ۱۸۱۶ء سے ۳۱ اپریل ۱۸۱۶ء تک جاری رہی۔ بعد کو کپٹن کننگھم نے مراد آباد سے آکر اپنی فوج سے مجاہدین کو شکست دی۔ اس کے بعد مفتی محمد عوض ٹونک چلے گئے (حیات حافظ رحمت خاں ص ۳۶۴-۳۶۵) اس واقعے کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن بھی مقرر ہوا تھا جس کی تفصیل اگلے نمبر پر عاصی بریلوی نے تاریخ روہیل کھنڈ میں شامل کی ہے (ص ۱۶۶ تا ص ۱۶۹) ۱۷۹۸ء خانقاہ نیاز یہ بریلی میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مقبرہ شاہ نیاز احمد کی تعمیر حضرت شاہ محمد الدین کی حیات میں ہوئی تھی، جن کی منشی کی مدت ۱۷۹۸ء سے ۱۷۹۲ء کو محیط ہے۔ لہذا مقبرہ نیاز احمد کی تعمیر ۱۷۹۸ء اور ۱۷۹۲ء کے مابین ہوئی تھی ۱۷۹۸ء سید بدر الدین علوی۔ حضرت مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بریلی کا کتب خانہ۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ۔ مارچ ۱۹۵۲ء ۱۷۹۸ء دو میل کھنڈ لٹری سوسائٹی

بریلی کے زیر اہتمام ماہنامہ مخزن العلوم بریلی شایع ہوتا تھا جس کی جلد ۸ جنوری ۱۸۶۲ء تا دسمبر ۱۸۶۲ء کے شمارے میرے پاس محفوظ ہیں۔ روئیل کھنڈا لٹریچر سوسائٹی بریلی کا اپنا مطبع بھی تھا۔ اس سوسائٹی کے سکریٹری گنگا پرشاد ڈپٹی کلکٹر اور لالہ جی نرائن رئیس بریلی تھے۔ غالب کی دستنویں کا دوسرا ایڈیشن تاریخ روئیل کھنڈا از نیاز احمد خاں ہوش اور تاریخ بدایوں و دیگر کتب اس سوسائٹی نے طبع کرا کے شایع کی تھیں۔ یہ سوسائٹی کب بند ہوئی معلوم نہیں ہو سکا۔ مزید مطالعے کے لئے راقم الحروف کے مضامین ”گلدستہ ہوش افزا بریلی“ معارف اعظم گڑھ۔ اپریل ۱۹۸۱ء اور بریلی کے اہم اخبارات ”معارف اعظم گڑھ“ نومبر دسمبر ۱۹۹۳ء سے رجوع کیا جاسکتا ہے ۳۶ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۳-۹۶ء۔ نمبر ۳۸ تا ۳۵۔ ص ۱۷۱ و ص ۱۷۲ تک (خبرنامہ اجالا (ہندی۔ روزانہ) بریلی ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء ۳۵ ایضاً۔ ۲۳ جنوری ۲۰۰۶ء۔

## کتابیات

- |  |   |         |                |
|--|---|---------|----------------|
| اکبر وارثی میرٹھی۔                         | آئینہ سعودی                                       | اردو    | لکھنؤ ۱۹۳۸ء    |
| الطاف علی۔ سید۔ بریلوی                     | حیات حافظ رحمت خاں طبع ثالث                       | اردو    | کراچی ۱۹۸۰ء    |
| الہ عباس رضوی۔ ڈاکٹر۔ سید                  | Freedom struggle in Uttar Pradesh Vol (v)         | انگریزی | لکھنؤ ۱۹۹۰ء    |
| اسٹینلی لین پول                            | Medieval India Under Mohammadam Rule (A) ۱۱2-۱۶۵7 | انگریزی | لندن ۱۹۱۵ء     |
| برہم دت پانڈے                              | کماؤں کا اتہاس                                    | ہندی    | الموڑہ ۱۹۲۷ء   |
| رومیلا تھاپر                               | بھارت کا اتہاس                                    | ہندی    | نئی دہلی ۱۹۹۵ء |
| حنی الدین۔ بسمل۔ مولوی۔ ہزاوینی کنزالتاریخ |   | اردو    | بدایوں ۱۹۰۷ء   |



- عبدالغفر خاں عاصی بریلوی تاریخ روہیل کھنڈ اردو کراچی ۱۹۶۳ء
- محمد قاسم فرشتہ تاریخ فرشتہ - جلد ۱ - ترجمہ عبدالحی اردو دیوبند ۱۹۸۳ء
- مصطفیٰ علی - سید - بریلوی ۷۵۵ء کا ایک جاننازمجاہد۔
- خان بہادر خاں شہید اردو کراچی ۱۹۶۶ء
- نجم الغنی خاں - حکیم - رامپوری اخبار الصنادید - جلد ۱ - اردو لکھنؤ ۱۹۱۸ء
- دونود چند رسنما - ڈاکٹر پراجین بھارت کا اتھاس ہندی بریلی ۱۹۷۹ء

## مضامین

بی این پانڈے

The Saga of

Ahi Chatra

انگریزی پانچال جرنل کانپور (تاریخ ندرہ)

بدالدین - سید - علوی حضرت مفتی عنایت احمد صاحب اور بریلی کا کتب خانہ اردو

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ - مارچ ۱۹۵۲ء

کرشن باجپئی - پروفیسر اہی چھترایگ میں ہندی پانچال جرنل کانپور (تاریخ ندرہ)

لطیف حسین ادیب - سید - ڈاکٹر عکلمتہ ہوش افزا بریلی اردو ماہنامہ معارف اعظم گڑھ اپریل ۱۹۸۱ء

ایضاً بریلی کے اہم اخبارات اردو ایضاً - نومبر و دسمبر ۱۹۹۳ء

ایضاً شہر بریلی کی تاریخی عمارات کے کتب اردو ایضاً - ۱۹۹۵ء

ایضاً بریلی کی وجہ تسمیہ اردو سماجی العلم کراچی - اپریل تا جون ۱۹۹۳ء

مسعود نقوی - ڈاکٹر - ہدایوں اور نوابین اودھ کا ۲۰ سالہ عہد حکومت اردو ماہنامہ مجلہ ہدایوں

کراچی - ستمبر ۱۹۹۳ء

نرکار دیو سیوک پانچال کے پودو اتھاس کی ایک کھوج ہندی روزانہ اخبار امر جالا

بریلی کمایوں نمبر ۱۹۷۳ء

## رپورٹ

- 1- Uttar Pradesh Annual Report (1998-99) Informa-  
-tion and Public Relations Department Uttar Pradesh  
Lucknow -
- 2- Annual Report on Indian Epigraphy for the  
year 1964-65. Appendix D. PP 171-72 Nos 348: to  
350 Archaeological Survey of India Nagpur -

## شجرہ خاندان

شجرہ خاندان مولویان نقوی داسطی امر و مہوی ثم بریلی۔ مملوکہ سید محبوب حسین نقوی سکند نذر  
چاہ خرم محلہ ذخیرہ بریلی۔

## اخبارات

امراجالہ ہندی۔ روزانہ۔ بریلی۔ بابت ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء

بابت ۲۳ جنوری ۲۰۰۲ء

ایضاً

## ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے

## عہد کے تمدنی کارنامے

از سید صباح الدین عبدالرحمن

اس میں سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے عہد کے فن تعمیر، دریاہ عام کے کام، شہروں اور

گاؤں کی آبادی، باغات، ترقی حیوانات، ترقی تعلیم کاغذ سازی، کتب خانے اور خطاطی وغیرہ پر

قیمت ۳۰ روپے

روشنی ڈالی گئی ہے۔